علامہ اقبال (رہ) کی کربلاشناسی

ترتیب و تنظیم: ساجد حسین

یوں تو دنیا بھر میں موجود زبانوں اور مذاہب میں ذکر کربلا و حسین (ع) ابن علی (ع) جلی حروف میں خراج عقیدت کے طور پر ملے گا، لیکن جب برصغیر میں آزادی کی تحریک چلی تو کربل کی روایت اردو شاعری میں پھولی پھلی، مولانا محمد علی جوہر تحریک خلافت کے روح رواں تھے، انہوں نے اپنی جدوجہد اور شاعری سے ہندوستان کے مسلمانوں کو زبان دی، ان کے اشعار میں جابجا کربلا کی مناسبت سے تذکرہ ملتا ہے، ان کے یہ مشہور شعر جو آج بھی زبان زدعام ہیں، ملاحظہ کیجئے۔ اسی طرح مولانا ظفر علی خان نے بھی خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اس کے علاوہ بھی مولانا کے اشعار ہیں کہ جن میں انہوں نے ظلم و جور، جبر و استبداد کے خلاف کربلا کو ہی اپنا نمونہ عمل بنایا ہے۔

پیغام ملا تھا جو حسین (ع) ابن علی (ع) کو
خوش ہوں وہی پیغام قضاء میرے لئے ہے

فرصت کسے خوشامد شمر و یزید سے
اب ادعائے پیروی پنجتن کہاں

کہتے ہیں لوگ ہے رہ ظلمات پُر خطر
کچھ دشت کربلا سے سوا ہو تو جانیئے

جب تک کہ دل سے محو نہ ہو کربلا کی یاد
ہم سے نہ ہو سکے گی اطاعت یزید کی

بنیاد جبر و قہر اشارے میں ہل گئی
ہو جائے کاش پھر وہی ایمائے کربلا

روز ازل سے ہے یہی اک مقصد حیات
جائے گا سر کے ساتھ ہی سودائے کربلا

اب بھی چمک رہا ہے حسین (ع) و علی (ع) کا نام
اور خاک اڑ رہی ہے یزید و زیاد کی

شہادت امام حسین (ع) کے نئے اور ہر زمانے سے موقف "کل یوم عاشورا کل ارض کربلا" کے پہلوؤں پر سب سے پہلے علامہ اقبال (رہ) نے اظہار خیال کیا ہے، اقبال نے اردو اور فارسی میں اس کا تذکرہ کیا ہے، علامہ اقبال امام حسین (ع) سے روشنی لے کر ملت کی شیرازہ بندی کرنا چاہتے تھے۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسین (ع)، ابتدا ہے اسماعیل (ع)

صدق خلیل بھی ہے عشق، صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

علامہ اقبال کربلا اور امام حسین (ع) کو قربانی اسماعیل (ع) کا تسلسل جانتے ہیں بلکہ ''ذبح عظیم'' کا مصداق قرار دیتے ہیں، جس کا

اظہار انھوں نے اپنے فارسی کلام میں بھی کیا ہے۔

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر معنی ذبح عظیم آمد پسر

یعنی کہ حضرت اسماعیل (ع) کی قربانی کو جس عظیم قربانی سے بدل دیا گیا تھا وہ امام حسین (ع) کی قربانی ہے اور یہ نکتہ کوئی آگاہ شخص ہی بیان کر سکتا ہے اور یہ قربانی مفہوم کی دلربا تفسیر بھی ہے، اس سے پتا چلتا ہے کہ قربانی حسین (ع) کا اسلام میں کیا مقام ہے اور منشاء ایزدی میں قربانی حسین (ع) کب سے جلوہ گر تھی۔

اقبال کی شاعری میں یہ اشعار بھی ملتے ہیں:

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری

بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی

قافلہ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں

گرچہ ہے دابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

"بال جبرائیل" میں علامہ "فقر" کے عنوان سے ایک مختصر نظم میں جس میں فقر کی اقسام بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری

اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری

اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری

اک فقر سے مٹی میں خاصیت اکسیری

اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری

میراث مسلمانی، سرمایہ شبیری

علامہ اقبال برصغیر کے مسلمانوں خصوصاً علماء کرام اور حجروں میں بند بزرگان دین کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ میدان عمل یعنی سڑکوں شاہراہوں پر آ کر امام حسین (ع) کے پیغام کو عملی بنائیں۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ دلگیری
)ارمغان حجاز(

جس وقت علامہ نے یہ بات کی تو پوری امت محمدی (ص) غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی، مگر علامہ انہیں رسم شبیری ادا کرنے کا کہہ رہے ہیں، اقبال کی فکر کتابوں میں رہ جاتی مگر ایران میں ایک مرد جلیل نے رسم شبیری ادا کرکے اس فکر کو دنیا میں جیتا جاگتا مجسم کر دیا ہے، آج جہاں بھی مسلمان موجود ہیں وہ رسم شبیری ادا کر رہے ہیں یا اسی فکر کو اپنانے کی فکر میں ہیں لیکن اقبال یہ فکر دینے میں فوقیت حاصل کر گئے۔ اس شخصیت امام خمینی (رہ) نے کربلا و امام حسین (رہ) کو آئیڈیل بنا کر انقلاب اسلامی برپا کر دیا۔

امام خمینی (رہ) برملا فرماتے تھے کہ دنیا ہمیں رونے والی قوم اور عزاداری و ماتم والے کہہ کر مذاق اڑاتے تھے، لیکن ہم نے انہیں آنسوؤں اور عزاداری و ماتم سید الشہداء امام حسین (ع) کی مدد سے صدیوں پر محیط ڈکٹیٹر شپ کا خاتمہ کر دیا، ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ محرم و کربلا کی وجہ سے ہے۔ محرم و صفر کے مہینوں نے اسلام کو زندہ کر دیا ہے۔ علامہ اقبال نے بھی اسی موضوع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انقلاب اسلامی ایران کی پیشن گوئی کی تھی، اور انقلاب و واقعہ کربلا کی وجہ سے حزب اللہ و حماس جیسی حریت پسندوں کا امریکہ و اسرائیل کے عزائم کو شکست دینا واقعہ کربلا ہی کے مرہون منت ہے۔

حدیث عشق دو باب است کربلا و دمشق
یک حسین رقم کرد و دیگر زینب

تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کہ کرہ ارض کی تقدیر بدل جائے

حکیم الامت علامہ اقبال (رہ) نے نہ صرف کربلا و حقیقی اسلام کو عیاں کیا بلکہ اسلام کے نام و لبادے میں خوارج و یزیدی عناصر چاہے چودہ سال پہلے کے ہوں تا آج کے دور کے یزید امریکہ کے ایجنٹ القاعدہ طالبان و سپاہ یزید کی صورت میں ہوں ان سب کو عیاں کر دیا۔ کربلا شناس و حکیم الامت علامہ اقبال نے سن اکسٹھ ہجری اور اکیسویں صدی کی یزیدیت کو بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا:

عجب مذاق ہے اسلام کی تقدیر کے ساتھ
کٹا حسین (ع) کا سر نعرہ تکبیر کے ساتھ

اسی طرح آج کے دور اکیسیویں صدی کے یزید وقت امریکہ کے ایجنٹ اسلام کے نام پر جہاد بنام فساد کی صورت میں ان خواراج و یزیدان عصر کی اسلام دشمنی اور فتنہ کے بارے میں بھی اقبال نے پیشن گوئی کی تھی۔ اور یوں برملا اظہار کیا تھا۔

ناحق کے لئے اٹھے تو شمشیر بھی فتنہ
شمشیر ہی کیا نعرہ تکبیر بھی فتنہ

یعنی اسلام کو چودہ سال پہلے بھی اسلام کے لبادے میں موجود خوارج و یزیدیوں نے بدنام کر کے نواسہ رسول (ص) سید الشھدا امام حسین (ع) کو نعرہ تکبیر کے شعار بلند کر کے شہید کر دیا۔ اور آنے والے زمانے میں بھی یزید وقت امریکہ کے ایجنٹ القاعدہ طالبان و سپاہ یزید کی شکل میں مساجد، عوامی مقامات امام بارگاہوں و مزارات کو نعرہ تکبیر کے شعار کی گونج میں قتل عام و خودکش حملے کر کے اسلام کو پوری دنیا میں بدنام کریں گے۔ علامہ اقبال (رہ) کے مذکورہ اشعار فکر قرآنی کے ہر دور میں ظالم و مظلوم اور حق و باطل کا سامنا ہوگا، اسی طرح کل یوم عاشورا کل ارض کربلا۔۔۔ یعنی ہر روز عاشورا و ہر شہر کربلا ہے۔۔۔ کی تفسیر نظر آتی ہے۔

علامہ اقبال کا کچھ کلام باقیات اقبال کے نام سے شائع ہوا ہے، جسے علامہ اقبال نے اپنے کلام کو مرتب کرتے وقت نظر انداز کر دیا تھا، اس میں سے دو شعر پیش ہیں:

جس طرح مجھ کو شہید کربلا سے پیار ہے
حق تعالیٰ کو یتیموں کی دعا سے پیار ہے

رونے والا ہوں شہید کربلا کے غم میں
کیا دُر مقصود نہ دیں گے ساقی کوثر مجھے

علامہ اقبال نے اپنے کلام کو وسعت اور زندہ وجاوید رکھنے کے لئے جہاں آفاقی نظریات پیش کئے وہاں فارسی زبان میں بھی اظہار خیال فرمایا۔ علامہ کے فارسی کلام کو پڑھے بغیر ان کے نظریات بالخصوص "نظر خودی" سے مکمل آگاہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ علامہ اقبال نے رموز بے خودی میں "در معنی حریت اسلامیہ وسیر حادثہ کربلا" کے عنوان سے امام عالی مقام (ع) کو خراج عقیدت پیش کیا ہے، علامہ اقبال اسلام کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے کربلا کا تذکرہ کرتے ہیں شروع کے کچھ اشعار عقل و عشق کے ضمن میں ہیں اس کے بعد اقبال جب اصل موضوع پر آئے ہیں تو صاف اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کردار حسین (ع) کو کس نئی روشنی میں دیکھ رہے ہیں اور کن پہلوؤں پر زور دینا چاہتے ہیں، حسین (ع) کے کردار میں انہیں عشق کا وہ تصور نظر آتا ہے جو ان کی شاعری کا مرکزی نقطہ ہے اور اس میں انہیں حریت کا وہ شعلہ بھی ملتا ہے جس کی تب و تاب سے وہ ملت کی شیرازہ بندی کرنا چاہتے تھے آیئے ان فارسی اشعار کا مطالعہ کرتے ہیں:

ہر کہ پیماں با ھُوَ المَوجود بست
گردنش از بند ہر معبود رست

"جو شخص قوانین خداوندی کی اتباع کو مقصود زندگی قرار دے لے اور اسی طرح اپنا عہد وپیمان اللہ سے باندھ لے، اس کی گردن میں کسی آقا کی غلامی اور محکومی کی زنجیر نہیں رہتی۔"

پہلے شعر کے بعد علامہ نے عشق و عقل کا خوبصورت موازنہ پیش کیا ہے یہ موازنہ پیش کرکے اقبال بتانا چاہتے ہیں کہ امام حسین (ع) اور کربلا کو سمجھنے کے لئے عقل کافی نہیں بلکہ عشق کی نظر چاہیئے امام عالی مقام (ع) کا یہ کارنامہ عقل کی بنا پر ظہور پذیر نہیں ہوا بلکہ عشق کی قوت کارفرما تھی، اس لئے ایسے لوگ جو عقلی دلائل پر واقعہ کربلا کی توضیح کرتے ہیں وہ ہمیشہ شک وتردید کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، جو عشق کی نظر سے دیکھتے ہیں تو پھر وہ اس نتیجہ پر جا پہنچتے ہیں جہاں علامہ اقبال پہنچ گئے ہیں:

عشق را آرام جاں حریت است
ناقہ اش را ساربان حریت است
عشق کو کامل سکون اور اطمینان آزادی سے ملتا ہے اس کے ناقہ کی ساربان حریت ہے۔"

آن شنیدستی کہ ہنگام نبرد
عشق با عقل ہوس پرور چہ کرد
اقبال تمہیدی اشعار کے بعد واقعہ کربلا کی طرف آتے ہیں اور کہتے ہیں "تم نے سنا ہے کہ کربلا کے میدان میں عشق نے عقل کے ساتھ کیا کیا۔

آں امام عاشقان پسر بتول (س)
سرد آزادے زبستان رسول (ص)
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر
معنی ذبح عظیم آمد پسر

عاشقوں کے امام حضرت فاطمہ (س) کی اولاد اور حضور (ص) کے گلستان کے پھول ہیں حضرت علی (س) ان کے والد بزرگوار ہیں، اس میں "اللہ اللہ" وہ کلمہ تحسین ہے جو مرحبا اور شاباش کے معنوں میں آتا ہے، اس کے بعد حضرت علی (ع) کو "بائے بسمہ اللہ" سے یاد کیا گیا ہے، یہ خود علامہ اقبال کی اہل بیت (ع) شناسی پر ایک دلیل ہے، امام حسین (ع) کو "ذبح عظیم" کے مصداق قرار دیا ہے، علامہ اقبال قربانی امام حسین (ع) کو قربانی اسماعیل (ع) کا تسلسل قرار دیتے ہیں۔

بہر آں شہزادہ خیر الملل
دوش ختم المرسلین نعم الجمل
روایت میں ہے کہ ایک دن نبی اکرم (ص) اپنے دونوں نواسوں کو کندھوں پر سوار کر کے کھلا رہے تھے، آپ (ص) نے اس وقت

فرمایا کہ تمہارا اونٹ کیسا اچھا ہے اور اس کی سواریاں کیسی خوب ہیں "نعم الجمل" اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

سرخ رو عشق غیور از خون او
شوخی ایں مصرع از مضمون او

امام حسین (ع) کے خون کی رنگینی سے عشق غیور سرخ رو ہے، کربلا کے واقعہ سے اس موضوع میں حسن اور رعنائی پیدا ہو گئی ہے۔

در میاں امت آں کیواں جناب
ہمچو حرف قل ھو اللہ در کتاب

امت محمدیہ (ص) میں آپ (ع) کی حیثیت ایسی ہی ہے جیسے قرآن مجید میں سورۂ اخلاص کی ہے، سورۂ اخلاص میں توحید پیش کی گئی جو کہ قرآنی تعلیمات کا مرکزی نکتہ ہے، اسی طرح امام حسین (ع) کو بھی امت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آید پدید

زندہ حق از قوت شبیری است
باطل آخر داغ حسرت میری است

دنیا میں حق و باطل کی کشمکش شروع سے چلی آرہی ہے، اس کشمکش میں مجاہدین کی قوت بازو سے حق کا غلبہ ہوتا ہے اور باطل شکست و نامرادی سے دوچار۔

چوں خلافت رشتہ از قرآن گسیخت
حریت راز ہر اندر کام ریخت
خاست آں سر جلوہ خیر الامم

چوں سحاب قبلہ باراں درقدم

برزمین کربلا بارید ورفت

لالہ درویرانہ کارید رفت

جب خلافت کا تعلق قرآن سے منقطع ہو گیا اور مسلمانوں کے نظام میں حریت فکر و نظر باقی نہ رہی تو اس وقت امام حسین (ع) اس طرح اٹھے جیسے جانب قبلہ سے گھنگھور گھٹا اٹھتی ہے یہ بادل وہاں سے اٹھا کربلا کی زمین پر برسا اور اسے لالہ زار بنا دیا۔

تا قیامت قطع استبداد کرد

موج خون او چمن ایجاد کرد

آپ (ع) نے اس طرح قیامت تک ظلم و استبداد کے راستے بند کر دیئے اور اپنے خون کی سیر ابی سے رہگزاروں کو چمنستان بنا دیا۔

بہر حق در خاک وخوں غلطیدہ است

پس بنائے لا الہ گرویدہ است

آپ (ع) نے حق کے غلبہ کے لئے جان دے دی اور اس طرح توحید کی عمارت کی بنیاد بن گئے بنائے "لا الہ" میں تلمیح ہے خواجہ معین الدین چشتی کے اس مصرع کی طرف: "حقا کہ بنائے لا الہ ھست حسین۔

مدعایش سلطنت بودے اگر

خود نکردے باچنیں سامان سفر

دشمناں چو ریگ صحرا لا تعد

دوستان او بہ یزداں ہم عدد

اگر آپ (ع) کا مقصد حصول سلطنت ہوتا تو اس بے سروسامانی میں نہ نکلتے بلکہ دیگر سامان واسباب سے قطع، ساتھیوں کی تعداد کے

اعتبار سے دیکھئے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مخالفین کا لشکر لا تعداد تھا، مگر آپ (ع) کے ساتھ صرف بہتر (72) نفوس تھے، یہاں علامہ نے یزداں کے عدد "72" کا حوالہ دیا ہے۔

سر ابراہیم (ع) و اسماعیل (ع) بود
یعنی آں جمال را تفصیل بود
کربلا کے واقع میں قربانی اسماعیل (ع) کی تفصیل ہے۔

تیغ بہر عزت دین است و بس
مقصد او حفظ آئین است و بس
مومن کی تلوار ہمیشہ دین کے غلبہ و اقتدار کے لئے اٹھتی ہے، ذاتی مفاد کے لئے نہیں اس کا مقصد آئین اور قانون کی حفاظت ہوتا ہے۔

ماسوا اللہ را مسلمان بندہ نسیت
پیش فرعونی سرش افگندہ نسبت
مسلمان اللہ کے سوا کسی کا محکوم نہیں ہوتا اس کا سر کسی فرعون کے سامنے نہیں جھکتا۔

خون او تفسیر ایں اسرار کرد
ملت خوابیدہ را بیدار کرد
امام حسین (ع) کے خون نے ان اسرار و رموز دین کی تفسیر کر دی اور سوئی ہوئی ملت کو جگایا۔

تیغ لا چو از میاں بیروں کشید
از رگ ارباب باطل خوں کشید
انہوں نے جب "لا" کو بے نیام کیا تو باطل کے خداؤں کی رگوں سے خون جاری ہو گیا۔

نقش الااللہ بر صحر انوشت سطر عنوان نجات مانوشت

باطل کے خداؤں کو مٹانے کے بعد انھوں نے سرزمین کربلا پر خدا کی توحید کا نقش ثبت کر دیا وہ توحید جو ہماری نجات کا سر عنوان ہے۔

رمز قرآن از حسین (ع) آموختیم بہ آتش او شعلہ ھااندوختیم

ہم نے قرآن کے رموز واسرار امام حسین (ع) سے سیکھے ہیں، ان کی حرارت ایمانی سے ہم نے شعلہ ہائے حیات کو جمع کیا ہے۔

شوکت شام و سحر بغداد رفت سطوت غرناطہ ہم از یاد رفت

تارما از خمہ اش لرزاں ہنوز تازہ از تکبیر او ایمان ہنوز

دنیا میں مختلف مذاہب اور مسلمانوں کی کئی سلطنتیں قائم ہوئیں اور مٹ گئیں، لیکن داستان کربلا ابھی تک زندہ ہے، ہمارے تار حیات میں پوشیدہ نغمے اسی مضراب سے بیدار ہوتے ہیں، امام حسین (ع) نے تکبیر کی جو آواز بلند کی تھی اس سے ہمارے ایمانوں میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے۔

اے صبا اے پیک دور افتادگاں

اشک ما بر خاک پاک او رساں

اے صبا! تو ہماری نم آلود آنکھوں کا سلام مرقد امام حسین (ع) تک پہنچادے۔

علامہ اقبال کے کلام سے مزید مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن طوالت سے بچنے کے لئے حضرت معین الدین چشتی اجمیری کا وہ مشہور کلام جس نے مقصد امام حسین و قیام کربلا سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین

دین است حسین دین پناہ است حسین

سر دادنہ داد دست در دست یذید

حقا کہ بنائے لا اللہ است حسین

"کل یوم عاشورا کل ارض کربلا" کے مطابق حال ہی میں وقت کے سب سے بڑے شیطان صہیونیت و اسرائیل کی طرف سے مظلومین غزہ فلسطین پر شیطان بزرگ ویزید وقت امریکہ کی حمایت سے بربریت یقیناً آج کی کربلا ہے۔ اسی طرح کشمیر، بحرین افغانستان اور پاکستان اور دیگر جگہوں پر بھی کربلائیں برپا ہیں۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب وقت کا ظالم و جابر اور یزید وقت امریکہ بھی اپنے انجام کو پہنچے گا کیونکہ امریکہ کی بیس سے زیادہ ریاستوں میں آزادی کی تحاریک اور وال سٹریٹ قبضہ کرو تحریک سمیت ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کہ پشت پناہی امریکہ کی تباہی کا باعث بنے گی۔

انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں جب امام حسین (ع) اور شہدائے کربلا کے خون کا انتقام لینے اور فلاحی اسلامی معاشرے کے قیام کے علاوہ قرآنی وعدے کے مطابق اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے کے لئے عالمی نجات دہندہ قائم آل محمد (ص) حضرت امام مہدی (عج) کا ظہور و انقلاب برپا ہوگا۔ عالمی نجات دہندہ قائم آل محمد (ص) حضرت امام مہدی (عج) کا ظہور و انقلاب اور کربلا سے اس کے تعلق کے بارے میں جاننے کے لئے چالیس بین الاقوامی زبانوں میں اس معلوماتی ویب سائٹ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

www.imamalmahdi.com

حکیم الامت علامہ اقبال (رہ) ہی نے اس عالمی نجات دہندہ قائم آل محمد (ص) حضرت امام مہدی (عج) کے ظہور و انقلاب کے بارے میں آگاہ کرکے اس کے لئے تیاری کرنے کا اشارہ کیا تھا۔

دنیا کو ہے اس مہدی (عج) برحق کی ضرورت

ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار